REGISTERED NO. A 785



M. B. Khan Artist

مستان المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و اڈیٹر چھپکر شائع ہوا

Lucknow

قیمت فی پرچہ ۲ر

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی عہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو بھیجے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چار آنہ کے اور مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ بالخیر تا السلامت۔ ہمارے پرچہ ایک مشہور یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب سے قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرا لیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں اور راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے بعد پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہر روز خریداروں کے دروازے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے بس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عذر قابل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ آتا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۳۴

مضامین غیر

۱۵ ستمبر ۱۹۲۰ء

بوا نصیبن بنام مسٹر چغتائی

(سلسلہ ۸ ستمبر ۱۹۲۰ء)

ہاں مرزا۔ تم کہتے ہو کہ جو ہمارے ہاتھ میں یہ لوگ اس طرح ہیں کہ جو ہم کرینگے اسکو وہ خود کرینگے؟ اور یہ تمہاری نادانی کی دلیل ہے بچے نعیمہ یا عالم یا مجتہد جب تک حدود بچے کی رحمت اٹھا کے مسئلہ کی چھان بین نہیں کر لیتے اسوقت تک منہ سے بات نہیں نکالتے۔ بحث مباحثہ اور تحقیق کے بعد جو کوئی اپنے قول سے پھرے وہ کوئی ترکی ٹوپی والا مسٹر بھی ہوگا عمامہ اور رستہ والا لقب ہوگا۔ یہ تو تمہارے ہم مشربوں کی خاصیت ہے۔ ملکہ ثریا کو دیکھا کہ ولایت میں اوڑھنی برقع پھینک کے گئیں تصویر تماشے دیکھنے بس دیں سوجھ گئی کہ ایک سلطان ملک کے دل میں جگہ کرنی چاہیے آج کل ترجمہ ملک صاحب کی خدمت میں بھیج کے افغانستان میں رسوخ پیدا کرنے کا یہ اچھا ذریعہ ہے۔ ولایت والوں کو دیکھا کہ دو بیبیاں رکھنے کے خلاف ہیں ولایت سے مذہب ملک۔ ہم اسوقت تک مہذب نہیں ہو سکتے جب تک دین کی راہ سے ایک بی بی کے ہوتے دوسری بی بی کو شل ان ہیں کے حرام نہ ثابت کر دیں۔ چلو اسی کتابیں لکھ گئیں اور ولایت والوں سے قبول مولانا کے گرینڈ اٹرین ریفارمر آف اسلام کا خطاب لے لیا۔ میرے دل کی پوچھو تو میں جیوتی بھرے کباب سے گھبراتی ہوں۔ وہ جوبر والے کی آواز سے نفرت ہے مگر میں ہرگز اس بات سے خوش نہیں ہوں گی کہ شریعت کے گھر بیٹھے جائیں۔ میری جان مرزا۔ ہمارے باپوں اور سینوں میں قرآن بھی سیلج

پہونچا ہے جس طرح حدیث اور فقہ کی کتابیں قرآن میں اختلاف نہیں اس وجہ سے اسکے جانچنے (جرح و تعدیل) کی ضرورت نہیں مگر ناسخ و منسوخ کا علم اور قرآنی اصطلاحوں کا حل حدیث و تفسیر کے سوا اور کسی ذریعے سے ممکن نہیں۔ حدیثوں میں ضرور بعض مفسدوں نے روایتیں گڑھی ہیں۔ مگر یاروں کی گڑھنت عالموں سے چھپی نہیں رہ سکتی اسلیے عالموں نے محنت اور جانفشانی کے ساتھ جرح و تعدیل کا ایک خاص فن مرتب کیا۔ اب راہ آسان ہے۔ عمامہ اور ترکی ٹوپی پر منحصر نہیں جو محنت کرے وہی دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر سکتا ہے۔

اسلام کے قانون قاعدے نہایت مضبوط اور آسان ہیں۔ جب انسان مجبور نہ ہو تو قاعدے کی پابندی اس پر فرض ہے اور جب پوری طرح مجبور ہو جائے تو آسانی کے ساتھ ہر قاعدے کو توڑ سکتا ہے۔ جو قانون کبھی عارضی طور پر توڑ دیا گیا ہو وہ دلیل میں پیش کرنے کے قابل نہیں۔ ایسی گمراہیاں وہی لوگ اپنے دعوے کے ثبوت میں لاکے پیش کرتے ہیں جو ان مضبوط قاعدوں سے جلتے ہیں۔ انہیں اپنی ضرورتوں کے مخالف سمجھتے ہیں۔ یا اپنی خواہشوں کے پورا کرنے میں رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔ تم یہی بات پہلے بھی کہہ چکی اور جب تک تم کہلواؤ گے برابر کہونگی۔ چاہے تم بھلا مانو یا برا

خواہشوں کے لیے پاک بندوں کی دنیا میں کمی نہیں۔ رسول اللہ کی آنکھ بند ہوتے ہی ایک اللہ کی بندی "سجاح" نامی اپنی فصاحت کے زعم میں نبوت کا دعوی کر بیٹھی اس نے اعلان کر دیا کہ ملک و مال سے مجھے غرض نہیں۔ جس روز کوۃ میں بندی کا کوئی حق نہیں۔ میں تو نبوت کا دعوی کرتی ہوں۔ لوگوں ملک جو میں فتح کروں وہ بھی تمہارا اور لوٹ کا مال بھی تمہارا۔ تم خود ہی آپس میں بانٹ لو اور جب چاہو اپنا امیر بناؤ میں دخل نہ دونگی۔

اے لیجیے اتنا اعلان ہوتے ہی قبیلے کے قبیلے دیہات سے منہ موڑ کے اس چرب زبان چالاک عورت کے ساتھ ہو لیے۔ کسی قاعدے قانون کی پابندی نہ تھی۔ مرد بھی آزاد عورتیں بھی آزاد۔ پردہ اٹھا نقاب کا بند ٹوٹا۔ نماز روزے کی قید سے رہائی ملی رسول کے اخلاقی حکموں کی تعمیل دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی انکے موافق ہوا چلی تو سب کے سب نزش ہوگئے یہاں چھاپا مارا۔ وہاں ڈاکا ڈالا۔ شہر تلپٹ اور دنیا میں دھاک بندھ گئی۔ بی سجاح نے مسیلمہ بن ثمامہ کا نام سنا تھا کہ وہ بھی اسی جنون میں مبتلا ہے جس میں بندی ہے۔ یہ بھی سنا تھا کہ صورت شکل کا اچھا ہے جو بات بن گئی تو نبی اور نبیہ کا جوڑا لگ جائے بس فوراً وحی نازل ہوئی۔

"علیکم بالیمامۃ فانہا دار ثمامۃ نتق مسیلمۃ بن ثمامہ، فان کان نبیا ففی النبی علامۃ و ان کان کذابا فلقومہ الندامۃ فانہا عبرۃ مدامۃ لا یلحقکم بعدہا ملامۃ"

(تم پر یمامہ کی طرف کوچ لازم ہے کہ وہاں کا ثمامہ حاکم ہے مسیلمہ بن ثمامہ سے ملاقات ہوگی۔ آزمائش کی گھات ہوگی۔ اگر وہ نبی ہے تو نشان سے پہچان مل جائے گی اور جو وہ جھوٹا ہے تو سیار بنا وقت

نہیں ہوا تو پھر موسے کی شامت آ جائیگی۔ انکی قوم خراب ہے گی۔ حوشنہ کے لیے نصیحت پائیگی تھارا قول بالا ہوگا۔ جھوٹے کا منہ کالا ہوگا۔ وحی کا اشارا پاتے ہی عرب کے بڑے بڑے سردار جیسے عطارد بن حاجب اور عمرو بن اہتم اور اقرع بن حابس اور شبیب ابن ربعی اسکے پیچھے گئے (منقول از کتاب نزع الاسجاع مصنفہ ابن ابی نقول) فوج کوچ بکوچ منزل بمنزل یمامہ پہونچی میاں مسیلمہ کے حواس پہیترے ہوے انگور، انار سیب کی ڈالی بھجوائی۔ اشتیاق نامہ لکھا کہ پیاری تم پر جان جاتی ہے دھنے نصیب میرے جو بن بلائے میرے گھر آئیں ؎

سر پہ آنکھوں پہ کلیجے پہ بٹھاؤں تجھکو آمری جان گلے سے میں لگاؤں تجھکو

فوج سے ڈرتا ہوں خود ہی سفر آخرت کو تیار ہوں مگر جسد شریف سے مجبور ہوں لاچار ہوں نیزے تیر تلوار گرز اور کمند کی حاجت ہی کیا ہے پلکوں کی برچھیاں چلاؤ نگاہوں سے تیر برساؤ گیسو کے گرز لگاؤ زلف کی کمند میں پھنساؤ۔ ابرو کی دھار سے شہید بناؤ۔ آؤ پیاری

ذرا خیمہ علحدہ موجود ہے جوانی کا لطف اٹھاؤ۔ خوب کراؤ۔ عاشق کو زیادہ نہ تڑپاؤ۔ حسرت وصل بڑھاؤ دل بریاں کا قورمہ کھاؤ جگر کے کباب اڑاؤ ؎



حاجی ڈپین پیں پیں ٹیں ٹیں ٹیں ٹیں۔ دگا باج توری بتیاں نہ مانوں رے۔
دگا باج توری بتیاں نہ مانوں رے نہ مانوں رے نہ مانوں رے دگا باج۔
ڈاکٹر۔ جی کانفرنس میں تمہاری شہنائی کیوں بند ہوگئی تھی۔ وہیں دوسرے نیک کا راگ سے ملانا زیادہ مناسب تھا مگر اب تو بے وقت کی ہے۔

سکے کا کون توڑے عزیز جان کو یاروں سے اپنے کہو کہ جائیں بلا کو اشتیاق نامہ پہونچتے ہی گھوڑی اودائی کی اور بچڑی بنی حنیفہ کے چالیس نوجوان اور وہی میں لے کے

وہ گڑے کے گھر پہونچی وہاں خیمہ میں سیج آراستہ تھی۔ پلنگ پر گاؤ تکیے کے سہارے مسیلمہ صاحب بی بی کی خوشنودی پر سناتے جس میں کچھ شرم آتی ہے مگر جو شعر کہنے کے سمجھانے کے لیے اتنا کہہ سکتی ہوں کہ وہ سورۃ وصال واشتیاق خدا کی طرف سے تو نہیں ہو سکتے ان کو کا پڑنا نے بھیجے ہوں تو عجب نہیں۔ پھر آپس میں دار مدار ہوا نبی کا بازو نبیہ کے گلے کا ہار ہوا۔ وہ کہتی تھیں پیارے صلی اللہ علیک تو پہنچے تو وہ مزہ کے کچھ جانی صلوٰۃ اللہ علیک تو برحق۔ نگوڑی اپنا منہ کالا کروا کے جو پلٹی تو ساتھ والوں نے آڑے ہاتھوں لیا۔ ارے تم کیسی نبی تھیں جو بے مہر کے نکاح کر بیٹھیں قریب قربانی ہے مقدور بھر مہر لیتی دینے ہیں۔ سجاح سکھانے سے بی سجاح مسیلمہ کے پاس پلٹ گئیں کس نے پوچھا مہر بانشہ ہے قرآن، وہ مہر و مہر و قوم

کا مہر۔ مجھے لوگ نام رکھتے ہیں تمہیں بدنام کرتے ہیں۔ ذرے جلدی سے مہر دلواؤ تو بندی گھر سدھاروں۔ مہر کا نام سنتے ہی مسیلمہ صاحب ہو گئے فرمایا ارے بڑی چوک ہوئی پر انسان ہوں

بھول چوک سے کہہ بیٹھا ہوں بڑے بڑوں سے چوک ہو جاتی ہے دیکھو ساٹھ ستر برس کے بعد ہندوستان کی انگریزی حکومت کو دفعہ ۵ قوانین ہند میں ذرا سی فروگذاشت یاد آئی تو بھلا میں کس گنتی شمار میں ہوں۔ اچھا جاؤ تمہاری فوج کا مؤذن کون ہے؟ بی سجاح نے کہا "شبیب بن ربعی ریاحی" بولے کہ جاؤ اُس سے کہو فوج میں منادی کر دے "محمد رسول اللہ نے پانچ وقت کی نماز واجب کی تھی مسیلمہ نے فرمایا ہے صبح اور شام کی نمازیں مہر میں اس مبارک نکاح کے ساقط کر دیں"۔

راوی کہتا ہے کہ ان پانچ رکعتوں میں چند وظیفے صرف ہوتے تھے خدا کی عبادت میں اتنا سا وقت کیا حقیقت رکھتا ہے مگر نہیں حکم سنتے ہی لوگوں کی باچھیں کھل گئیں دف بجنے لگے پگڑیاں اچھلنے لگیں وہ دھوم دھام ہوئی کہ عرب میں ہمیشہ یاد رہے گی۔

نوٹس

باجلاس جناب سید حسن رضا صاحب جج خفیفہ و منصفی عدالت سلطانپور
مقدمہ نمبر [illegible] ڈگری نمبری [illegible]
[illegible] ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] تحصیل [illegible] ضلع سلطانپور ڈگریدار
بنام
لیاقت حسین وغیرہ مدیونان
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] بتاریخ [illegible] ستمبر [illegible]

[illegible] بدستخط حاکم و مہر عدالت [illegible] جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم [illegible] انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری [illegible]

تو بڑی کوئی خواہ مخواہ پابند ہو۔

مرزا۔ یہی حال آج بھی ہے جب اسلام کا کوئی ضابطہ یا دستور کسی بہت چھوٹے سے ایک شخص کے ہاتھوں ٹوٹتا ہے تو شادیانے بجنے لگتے ہیں گویا دنیا برسوں سے ایسی بیٹھی ہوئی تھی کہ فوراً کام نکل گیا۔ یا اسلام نے زنجیروں میں جکڑ دیا تھا فلاں شخص کے ہاتھوں ہندی آزاد ہو گئی۔ اگر اسلامی دستوروں میں ایسے ہی کانٹے بھرے ہیں تو پھر لوگ کیوں اسکا نام لیتے ہیں بغیر مسلمان ہوئے بھی زندگی کا چین عیش حاصل ہو سکتا ہے۔

اور ہندوستان میں تو کوئی ایسا قانون بھی نہیں جو کسی کو مسلمان رہنے پر مجبور کرتا ہو ناقص اور بیکار مذہب وہی ہے جسکے ماننے والے اسمیں ہر قدم پر ترمیم اور اصلاح کی ضرورت محسوس کرتے ہوں۔ شہرت حاصل کرنے کا بھی آسان ذریعہ ہے کہ کسی نہ کسی مذہبی اصل سے انکار کر دو بس کچھ لوگ مخالف ہو جاتے ہیں کچھ موافق ہو جاتے ہیں اور موافقت سے زیادہ مخالفت شہرت کا باعث ہو جاتی ہے۔

یہی حال رہا تو اسلام کی ہانڈی ایک دن مزیدار کی ہانڈی ہو جائے گی مزیدار کی حکایت سنو۔ بیچارے بیٹھے گوشت ابال رہے تھے دوستوں کا ایک گروہ سر پر نازل ہو گیا۔ ایک نے چمچہ ڈال کے بوٹی نکالی اور منہ میں رکھ کے کہا "سرکہ کی کمی ہے" دوسرے نے لقمہ اٹھایا اور بولے "نمک نہیں ہے" تیسرے نے مزا چکھ کے نام رکھا "گرم مصالحہ کم ہے" چوتھے نے بوٹی نگل کے ظاہر کیا "ہنڈیا ابھی بالکل کچی ہے" غرض دیکھتے دیکھتے ہنڈیا خالی ہو گئی۔ ایک ننھا سا چھچھڑا باقی رہ گیا میاں مزیدار نے دیکھا کہ چوکے اور سارے چھچھڑے چمچے سے وہ بھی اٹھا لیا اور کہنے لگے بھائیو سرکہ نمک گرم مصالحہ اور ساگ گیا اپنی ایسی تیسی میں اب تو ہنڈیا گوشت ہی کی محتاج ہے۔

مرزا۔ مجھے ڈر ہے کہ اسلامی دستور یونہی یورپ کی تہذیب کے چلتوں ایک ایک کر کے ختم ہو جائیں گے اس ہنڈیا میں خاک دھول ہی نظر آئے گی۔

میں نے جو کہا کہ مرد عورت کا نگہبان ہے تو تم نے سنتے ہی یہ جواب دیا کہ

"عورت بھی مرد کی نگہبان ہے۔ عورت اپنے شوہر کے مال اور بچوں کی بہترین نگہبان ہے"

اگر آج کل مسلمانوں کی طرح بے پردہ بے تمیز گھر آئیں جو چوک میں گھنٹوں ناچتے پھرتی ہیں جنکے جھگڑے کورٹ میں تو لٹکے پھرتے ہیں ایک ایسی کشمکش پیدا ہو جائے کہ جس کی اطلاع شوہر کو نام ہو جائے جاگ جائیں اور اقو نطفہ دار صاحب کو ذرا چھوڑ دیا جائے اور سارا بار پھوڑ دیا جائے۔

مرزا۔ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ شریف عورتوں کی اسلام میں نقل لگانے رنڈیوں کے گروہ بنا جائینگی۔ اور پردہ اٹھ جانے سے دوسرا نکاح کرنے کا حق مردوں سے چھین نہیں سکتا۔ رنڈی تو ایک عارضی عارضہ ہے ہمیشہ کے لیے پانچ ہاتھ کی سوت جو چھاتی پر مونگ دے گی وہ جان لیوا بیماری ہوگی۔ کیسی نادانی کی باتیں کرتے ہو جہاں پردہ اٹھا بس۔

تاریخ راجگان ہند
وقائع راجستان

ہم ایک ایجنسی نے ملک کی خدمت انجام دی ہے اگر اسکو نظر انداز اور فراموش بھی کر دیا جائے تب بھی ہمدم ایجنسی کو ذرا بیرون کر کے تاریخ راجگان ہند جیسی یادگار ایک مستقل شاہکار ہے ہمدم ایجنسی کی خدمت اور اشاعت سے یکسر وشن ہو گئی اب اسکا ورق ورق کو محفوظ کیا جا سکتا ہے [illegible] ملک نے مدتوں کی راجستانی خاندانوں کے پاس ہاتھوں ہاتھ پہنچی ہے ملک میں صرف تھوڑی سی جلدیں رہ گئی ہیں وہ شاید اسلئے کہ ابھی کوئی ہندو کتب خانہ وقائع راجستان سے خالی ہے۔ اگر خیال ہو کہ ہندوستان کے جملہ اقوام و ملل خصوصاً قوم راجپوت اور انکی شاخوں کی مستند تاریخ نہیں دیکھی ہے اور اگر آپ ان کے حالات پڑھنے کے شوقین ہیں اگر آپ ہندوستانیوں کے ابتدائی رسوم اور روایات کا صحیح علم رکھنا چاہتے ہیں تو آج ہی راجستان کے مطالعہ کے لیے منگا لیجئے [illegible] قیمت صرف [illegible]

دعا [illegible]

المشتہر [illegible]

منیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ

نہیں ہے وہاں یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ رنڈی بھی ہے دوسری جورو بھی ہے۔ ہاں یہ لکھو کہ عورت بھی اگر کرو گے رام جنی تو ہم کریں گے رام جنا، کہہ سکتی ہے تو جو عورتیں اس قماش کی ہوتی ہیں وہ اب بھی یہی کرتی ہیں۔ ....

....

پردہ کوئی سپاہی تو ہے نہیں جو کسی کو پکڑ رکھے۔ پردہ تو اسلیے ہے کہ عصمت مآب عورتوں کی عصمت پر غیروں کی رال نہ ٹپکے۔ یا اسلیے کہ علانیہ بدکاری کا بازار گرم ہونے پائے۔ خدا وہ کرے جو بے حیائی پھیلے۔ میں کہہ چکی ہوں کہ جو گناہ عام ہو جاتا ہے وہ پھر گناہ نہیں رہتا۔ اگر مردوں نے بے غیرتی پر کمر باندھی اور عورتوں نے ان کا ساتھ دیا تو بے شک بے پردگی اسکی ذمہ دار ہوگی۔ تمہارے اس قول سے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم عورت اور مرد کو ایک ہی ناچ ناچتے دیکھنا پسند کرتے ہو۔ بے پردگی سے بے غیرتی پیدا ہوگی اور وہ بے غیرتی پھیلی تو میاں کو بی بی کی پروا رہے گی نہ بی بی کو میاں کی۔ غیرت دار مرد وار دھمکی ہی میں مر جاتا ہے۔ استاد محمد بن بکر رازی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ فوج نے آذربائیجان پر چڑھائی کی ایک کوئی سپاہی فوج کے ساتھ تھا اُسنے ایک خوبصورت رنڈی خرید کی اور بی بی کو چڑھانے کے لیے لکھا کہ اب مجھے تمہاری کوئی پروا نہیں۔ حور پہلو میں ہے جب تک لڑائی سے واپس آؤں اُس وقت تک مزے اڑاؤں گا۔ بی بی تھی چلبلی اُس نے جواب میں لکھا کہ تمہاری کو بھی پروا نہیں تم جب آؤ گے تو دیکھو گے کہ ایک گبرو جوان گٹھیلا سجیلا بانکا تمہارے بستر پر آرام کر رہا ہوگا۔ اتنا سنتے ہی میاں پیٹ پکڑے دوڑے گھوڑے پر رنڈی کو بھی بٹھا لیا۔ آتے ہی بی بی سے پوچھا تمہیں میری جان کی قسم سچ بتاؤ کیا تم وہی کرتیں جو تم نے خط میں لکھا تھا۔ عورت نے کہا بیٹھ بھی مردوے [illegible]

وانت فی عینی احقر واذل من ان اعصی اللّٰہ فیک

خدائی قانون میرے دل میں تجھ حقیر و ذلیل مردوے سے کہیں زیادہ وقعت رکھتا ہے تو بیچارہ ہے کس شمار میں جو تیرے لیے میں اپنے خدا کی گنہگار ہوں۔ تو نے جیسی بات کہی دنیا میں نبھ جاوے گی؟ گو اب تو رقیب کی جلن کا مزہ چکھا کہ کیسا ہوتا ہے۔ میاں نے تو رنڈی کا سودا بی بی کے نام لکھ کے چاڈری کی راہ لی۔ باقی آئندہ

راقم — بوانصیبن

عذاب جان

مولانا پنچ - یہ صحیح ہے کہ متمدن دنیا اپنے وطن کی خدمت کو خدمت مادر و پدر سے زیادہ اہم اور ضروری خیال کرتی ہے اور یہی ہونا چاہیے مگر ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند

خدا سلامت رکھے ہمارے ہندوستان کو عموماً اور ہمارے صوبہ کو خصوصاً۔ یہاں کے افراد بہ نسبت دوسرے مقامات کے زیادہ خود فراموش ہیں۔ یہاں ایسے صدہا واقعات ہو چکے ہیں کہ صاحبزادہ ہے ازل کا منحنی ہزار خصلت و مونث طبیعت۔ مگر بابا کو صاحبزادے کی شادی کی فکر ہے نیند آتی ہے نہ خود ناشناس صاحبزادہ دولہا بننے کی ہوس میں رات کو سوتا ہے۔ صاحبزادہ تو خیر ابھی بچہ ہے اس سے واقف نہیں کہ دولھن کا مصرف کیا ہے سلامتی سے ابا جان باوجودیکہ ڈھیر لڑکوں کے باپ ہونے کے یہ نہیں جانتے کہ صاحبزادہ دولھن لے کے کیا کریں گے گویا انہیں اتنا بھی یاد نہیں رہتا کہ اب سے دور ہم نے جو بھیا کی اماں کے ساتھ بیاہ رچایا تھا تو کیوں۔ بھیا کی اماں کہتی ہیں کہ اے ہے زندگی کا کیا بھروسا اپنے بھیا کا سہرا دیکھ لوں۔ بھیا کے ابا ٹھنڈی سانس بھر کے فرماتے ہیں سچ ہے بیوی سچ ہے بس بیاہ کی شادی کا مرحلہ طے ہو جائے تو ہم تم حج کرنے چلے جائیں۔

جس صورت کا یہ حال ہو وہاں جہلا کے دل میں میونسپلٹیوں کی ممبری کی ہوس آنریری مجسٹریٹی اور آنریری منصفی کی تمنا کوئی بڑی بات نہیں۔ میونسپلٹی کو انتخاب عام کی بدولت چوہتر گنڈا ناتراش ممبروں کی دست برد سے کسی قدر محفوظ ہو گئی ہے اگرچہ مآل ناشناسی کے طفیل میونسپلٹیوں میں بھی گھٹولوں کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ لیکن خال خال۔ ہاں قصبہ کی حاکم ضلع کے طفیل خود غرضی حکومت آنریری مجسٹریٹوں اور کلکٹروں کی عنایتیں ابر کرم کی طرح مجسم برستی اور عدل و انصاف کی کھیتیاں نشوونما کو ترستی ہیں۔ بعض کانگرسی منہ پھٹ تو یہ کہتے ہیں کہ حکومت جان بوجھ کے ایسے گاؤدی کو منتخب کرتی ہے جو نالائق نائی کی طرح اپنے عدل و انصاف کا ختنہ جڑ پیڑ سے کر دیں اور وہ نابالغ بدخواہان ہندوستان کی زبان شکایت پر یہ کہہ کے کیری چڑھاتے کہ ابھی تک ہندوستانی کو ختنہ کرنے کا سلیقہ بھی نہیں ہوا اہم پوزیشن کی خدمت کیونکر انکے سپرد کی جائے۔ مگر ہم بدگمانی سے بہت دور ہیں۔ ہم ان حاکموں کو بھی اولین مجرم اماں باوا سمجھتے ہیں جو اپنے بن سونڈ کے ہاتھی یعنی صاحبزادے کی شادی کی ہوس میں دن آوارگی شب اختر شماری میں بسر کرتے ہیں۔ چاہے ہر حال نتیجہ یکساں ہو۔

مولانا پنچ - یہ تو تھا جملہ معترضہ بطور تمہید مگر اب سنیے حال۔ واللہ عذاب میں جان ہے۔ خدا خدا کرکے جھینگروں کی نغمہ سرائی و ساعت نوازی کا سلسلہ کم ہو چلا ہے کمال پر سر تزئین کاری اور مکین سازی کا کارخانہ اجڑنے والا ہے صبح ہوتے سنت خوشامد سے نیند آجاتی ہے۔ مگر غریب جان عذاب میں ہے رگ نیند کے دشمن ہیں۔ ہزار دشواری نیند کا ہرن مات بھر اپنے پیچھے [illegible] کروا کے پچھلے پہر رام ہوا سونے کا ارادہ [illegible]



دوستاں را کجا کنم محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

تعلقدار:۔ اجی حضرت یہ دوستی ہے کہ دُنیا مجھے بُرا کہتی ہے اور آپ غیرت کے سے گھونٹ پیتے ہیں؟

حکومت ہند:۔ دوست گھبراؤ نہیں ایسا بُلڈاگ پالا ہے کہ دوست ہو یا دشمن کسی کی پروا نہیں کرتا صرف ہندوستانیوں کا دشمن ہے لینا تو شیر اکہا اور جھپٹ پڑا؟

جو صاحب نیساری۔ عطار۔ یا عطروالوں کے دستخط صحیح پتے حافظ اسیتا محمد رفیع صاحب یا باغ لکھنؤ کو دینگے انکو ۲ ماشہ عطر مفت روانہ ہوگا۔

ہ کہیں محراب ابرو کے نیچے سر بسجدہ ہو کر بس شغلیہ ولطیر (خراٹا) نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے تھے کہ نہ جانے کس نے ری چار دو ڈھیلے بازی (ابر) پر گرا دیے دھو ڈالے ۔ دھوں دھاں ۔ اے بھئی سارا حج باطل ۔ ارے بھئی کون ہے ؟ ۔

"اجی بہت بے خبر سوتے ہو ۔ پکارتے پکارتے حلق تھک گیا ۔ اگر ہم ڈھیلے نہ پھینکتے تو شاید تم قیامت تک نہ جاگتے"

"خیر باشد ۔ یہ منہ اندھیرے مجھ غریب سے کیا کام ہے جو آرام میں خلل ڈالتے ہو"

"تمہارا آرام کیا ابھی ایسی تیسی ہیں ۔ گھوڑا اور گدھے کھڑے کھڑے آنکھیں ڈھکنے لگیں ۔ بھلے مانس ہم بھی رات بھر جاگے ہیں"

"پہلے یہ فرمائیے کہ آپ ہیں کون ؟"

"ہائیں ۔ تمہیں واللہ ۔ ابھی ابھی تک آواز نہیں پہچانی ۔ خوب ۔ اجی ہیں کون ؟ وہی تمہارے خان بہادر کے سالے کے داماد کے بھانجے کے سوتیلے بھائی کے خسر کے چچازاد بہنوئی کے ماموں کے پھوپھی کے نواسے کے ہم دیا سسر کے سمدھی کے غمخوار کے حقیقی دوست"

"یہ خدا بخشے تم سے اور تمہارے خان بہادر سے ۔ اچھا آؤ گھر میں آ جاؤ ۔"

اتنی گفتگو کے بعد سنت رسول یاد آئی ۔ سلام علیکم ۔ علیکم السلام ۔ مزاج بخیر ۔ شب بخیر ۔ کیوں زحمت فرمائی ۔ معاف کیجیے گا میں نے جناب کو بالکل نہیں پہچانا ۔ اتنا یاد ہے کہ کہیں دیکھی ضرور ہے ۔

"سبحان اللہ ۔ یاد کیجیے سنہ ۱۵ کی بارش میں آپ کہیں ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے اس وقت آپ نے سگریٹ سلگانے کے لیے کسی سے دیا سلائی مانگی تھی ۔ بندہ وہی بیچارہ دوست ہے ۔ ماشاء اللہ دنیا تو تنکا توڑنے کا احسان مانتی ہے ۔ آپ شرم کر (بقول بزم نصیبین کے جلسہ) کا احسان بھول گئے ۔ یعنی مجھ سے بگڑتے ہو ۔"

"اچھا جناب ۔ پرانے دوست صاحب اب تشریف لانے کا مطلب بیان کیجیے ۔"

"ارے حضرت ضرورت یہی سوال ہے ۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ منیونسپل الکشن قریب ہے ؟"

"جی ہاں صرف تین ماہ باقی ہیں ۔ پھر میں کیا کروں ۔ قریب ہے تو ہوا کرے"

"میں نے کہا آپ ٹھہرے شاعر آدمی کہیں بھول نہ جائیں"

"خدا غارت کرے آپ کو بھی اور بندے کی شاعری کو بھی ۔ چلیے وہاں سے عذاب تھا جان کرنے"

"خیر آپ بگڑیے نہیں مگر یاد رکھیے ووٹ کا مستحق بندہ ہے"

"بوٹ (کشتی) کی ضرورت ہے تو ملاح کے پاس جائیے"

"اجی بوٹ نہیں ووٹ"

"خیر حضرت چلتا دھندا کیجیے جب وقت آئے گا دیکھا جائے گا ۔ مگر یاد رہے کہ آئندہ اگر آپ نے اس وقت تکلیف فرمائی تو واللہ وہ بے نقط سناؤں گا جو کسی ڈکشنری میں نہ ملیں"

اب آسانی دور ہو میاں آفتاب دنیا کے پولنگ اسٹیشن میں داخل ہونے والے تھے ۔ بستر کون ۔ لوٹا اٹھایا کہ رات بھر کی الگندری تحصیل میں جمع کر دیں ۔ سگریٹ سلگا کے منہ میں دبایا آگ اور پانی ساتھ لے کے بیت الخلا کے آستانے پر قدم رکھا ہی تھا کہ ایک اور بانگ بے ہنگام سنی "کون ہے ؟" "....." "میں ہوں میں" ...

"اچھا میں ہوں ۔ تو تم ورنا تمہارے دانی" ..... "یعنی ؟" ..... "یعنی یہی کہ میں کا مطلب بندہ بیجان فرانے کے معنی حضور کیجیے ۔ بھلے مانس "میں" کسی کا نام نہیں ہوتا معاف کیجیے گا آپ عجب نا شخص ہیں"

غرض پھر دروازے کی کنڈی کھولی "آئیے جناب میں صاحب"

ان حضرت نے بھی وہی ووٹ کی فرمائش کی اور مجھے آئی ہنسی کیا سنی کہ سلامتی سے آپ کے پاس نہ دولت ہے نہ لیاقت خصوصاً لیاقت کا یہ حال ہے کہ رفع حاجت کرنا بھی محال ہے ۔ انھوں نے دماغ چاٹنا شروع کیا ۔ بندہ ڈھونڈھ کے دوسرا لوٹا لایا اور ہاتھ کھینچا کہ چلیے اب ہم اور آپ چل کے بیت الخلا میں تخلیہ کی گفتگو کیجیے ۔ "آپ" حضرت جھینپنے لگے ۔ "ہیں ہیں" کرنے ۔ بندے نے کر ہمت کے جھٹکا دیا وہ ٹوٹا ۔ بیچارے ! یہ ووٹ صاحب کچھ ایسے ہو کے بچا سر پر سے بھاگے ۔ مگر واشرو اس کشمکش کی تاب پاخانہ کسی طرح نہ لا سکا ۔ اب اکڑوں بیٹھ کے لاکھ لاکھ زور شاعرانہ کرتا ہوں قصیدے سے پڑھتا ہوں حضرت آسمان ہی پر چڑھ جائے گیا جتنا جھکاؤ تھا بھی اور ۔ پاخانہ تھا یا بجا زور کے زچاخانے کی نقل ۔ ارے بھائی گنگو انگلا لیجیے گنگو ۔ ہوا دے دیجیے گنگو ۔ مٹھائی کھلائیے گنگو ۔ توبہ کیجیے ۔ وہ کس کی سنتا ہے ۔ خاموش ہے ۔ انکاری گردن بھی نہیں ہلا ۔ ہائے کیا جان عذاب میں ہے ۔ میاں پاخانے صاحب نے قاصد بھی نہ سمجھا کہ تا رے کچھ تفریح ہو جاتی ۔ "الفرج بعد الشدة" ... "الفرج بعد الشدة" ہی سہی ۔

گرا ڈرے نہ لاکار سے نہ شور زبردستی سے
کیسے زندگی مانی بدو خبر سے

آپ جانتے ہیں تو یہ گندی چیز مگر بے انکے بڑے بڑے طاہروں کی زندگی دشوار ہو جاتی ہے ۔
جنڈیل صاحب بہادر یا جرنیل صاحب بہادر

میونسپل کمشنر بننے کی خوشی میں انڈے دے دیئے پھرتے ہیں یہاں بندہ چارپائی پر پیٹ پکڑے پڑا ہے "عذاب میں جان ہے" "جہنم میں جائے ووٹ۔ خدا کرے یہ شخص کبھی ممبر نہ بنے کمبخت کی امیدواری نے یہ سیاپا دکھایا۔ اگر یہ کمشنر ہوگیا تو شاید یہی حال شہر بھر کا ہوگا۔ پھر تو میونسپلٹی کو مہتر رکھنے کی حاجت نہ ہوگی۔ لوگ قضائے حاجت ہی کرتے رہینگے مہتر کیوں درکار ہونگے۔

حضرت یاد رہے جہالت ملک۔ ہائے کوئی گلاب اور سکنجبین لاؤ۔ آؤ بخار سے کھلاؤ۔

سرکوب

پنچ حل۔ خدا حل پنچ

بہانہ بازی

ایک عشقیہ عورت اپنے عاشق کے قابو میں کسی طرح نہ آتی تھی۔ لالچ دلایا۔ گھر کے گرد چکر لگائے۔ مہترانی کے ہاتھ رقعہ بھیجے۔ کنکوے میں اشتیاق نامہ باندھ کے ہوائی آلات سے پیامبری کا کام لیا۔ اپنے گلے پر چھری پھیر کے خودکشی کا ارادہ ظاہر کیا مگر جانانہ قبول ہوتا تھی نہ ہوئی۔ آخر ایک چالاک واقف کشنی کے آگے ہاتھ جوڑے کہ مشتاق اس کی ہوئے وحشی کو رام کر میرے جینے کا سرانجام کر۔ وہ بیچ دنیا کا قاضی الحاجات ہے کشنی راضی ہوگئی ایک ٹوکری میں شیشہ۔ مسی کا جل سرمہ رنگ کی چوڑیاں عطر مصابن تیل کا گھنا رکھ کے بڑی بی نے سوداگری کا ڈھیر پھیلایا۔ سستے داموں محلوں والوں کے ہاتھ سودا بیچ کے ایسا رسوخ پیدا کیا کہ جب کبھی پھیری میں دیر ہو جاتی تو لوگ انتظار کرتے۔ یہ سادہ دل معشوقہ بھی بڑی بی سے مانوس ہوگئی۔ بڑی بی بھی تھی بھولی بھالی باتیں کرکے اس کا دل ہلاتی تھیں غریب ادھر دولت کی خدمت انجام دیتیں

ایک دن بڑی بی نے بیٹھے بیٹھے تذکرہ اپنی بیٹی کا مصیبت رام کہانی چھیڑی آنکھوں میں آنسو بھر کے کہنے لگیں اے بی بی میری قسمت خدا کی مار اپنے ظالم خصم سے کبھی ایک پیسہ کی امداد ملتا ہے نہ روٹی نہ کپڑا۔ ہم مردوں عورتوں میں بانسبت مردوں کے کہیں زیادہ ہوتی ہے سننے والی نے دکھتی آنکھ دیکھ کے نم ہوگئیں اس وقت بات رفت و گزشت ہوگئی مگر اب بڑی بی اپنی بیٹی کا افسانہ روز کہنے لگیں آج یہ ہوا کل یہ ہوا۔ پرسوں یہ ہوا۔ افسانہ سرائی کے ساتھ ہی بڑی بی خوفناک صورت بنا ہاتھ چلاتی پرمار کے یہ بھی سنا دیتی تھیں کہ ہے ہے میں ڈرتی ہوں مردوا ہے بڑا عامل سیانا کہیں اس نبدی کی بیٹی کو بیٹھ کر کچھ نہ بنا دے خدا کے لئے بی بی جو عمل میں تھیں ہمدردی کے سناتی ہوں کسی سے کہہ نہ دینا جو اسکے کانوں تک آواز جائے اور وہ جادو کر دے۔ مہینہ بھر تک خوب کان بھرتی رہیں بعد اسکے ایک دن جو آئیں تو گھر کی پالی کتیا کو ساتھ لائیں کتیا کی آنکھوں میں خوب نمک مرچ بھر دیا تھا کمبخت کے آنسو جاری تھے۔ اپنی آنکھوں میں بھی پیاز کا رنگ نچوڑ لیا تھا خود بھی آنسو بہا رہی تھیں۔ اس کمبخت نے پوچھا کیا ہوا بڑی بی؟ بڑھیا بولی ہوا کیا بی بی وہی جسکا ڈر تھا۔ بات کی صاحبزادی سے انکے میاں نے کسی بات کی فرمائش کی۔ صاحبزادی نے کیا انکار بس اس ہوے کو جو غصہ سوار ہوا تو ناش کا دانہ پھینکا اور کہا بن جا کتیا۔ ہے ہے بیچاری کتیا ہوگئیں۔ اب بھی اماں کی ایک دیسی ہے کہ جو نہیں چھوڑتیں سایہ کی طرح ساتھ ہیں ہے ہے میری بچی اماں نبدی تیرے خصم کا کیا بنا سکتی ہے تو نے بڑا کیا جو مردوے کی بات نہ مانی۔ یہ کہا اور کتیا کو گلے لگا کے زار زار رونے لگی آنسو پونچھنے کے بہانے آنکھوں میں سرخ مرچ کی چٹکی بھر دی تاکہ اچھی طرح اشک ریزی ہو جائے۔ کتیا کا حال دیکھ کے یہ غریب اپنے دل میں ڈری خیال ہوا کہ میں بھی ایک مردوے سے دشمنی کر رہی ہوں کہیں میرا بھی یہی حشر ہو جائے اتنا دھڑکا کہ بڑی بی سے مشورہ کرنے پر مجبور ہوئی۔

بڑھیا یہی چاہتی تھی سنتے ہی کہنے لگی بی بی نبدی کی عقل پر پتھر پڑا تھا وہ کون ہے جو تم پر مرتا ہے۔ اس عورت نے سب حال بیان کیا۔ بڑی بی سر ہلا کے بولیں۔ وہ تو بہت مردوا ہے خدا تم سے بچائے اس نبدی کی بچی کی زندگی برباد کر چکا اب اس غریب کے پیچھے پڑا ہے۔

جادو چل گیا آدمی سے کتیا بن جانا کون پسند کرے۔ جیت ٹھگنی بیٹ بیاہ۔

بازی لے جاتا ہے کہ اسمبلی میں قانون تحفظ حرام کا طرفی بول رہا ہے۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب بل ہر دوسرے ہاتھ کے بڑے جھگڑے سے آگے اور اس کے بعد ہی سنٹرل میں ان راسے کے نام سے ایک خط چھپا۔ بزبان انگریزی اس خط کا مضمون یہ تھا کہ مردوا جادو سکیم بابت عجب نہیں جو اپنی مرضی کے مخالف بات سن کے بھی بھلی حکومت پر جادو چھیکے۔ کانگریس والوں کا تعلق ہے کہ ہندوستان یہ ضعیف عورت اور انگریزی ڈپلومیسی ہے بڑی بی ہیں اگر یہ ان راسے کے خط کا نمک مرچ اس کوچ کتیا کی آنکھوں میں بھرنگ کے دنیا پر تحفظ حرام کی ضرورت حالی کیجاتی ہے تو عجب کیا ہے ایوان راسے کا سنہ سے بارات ٹل جائیں کہ بڑے بڑے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں کس نے خط لکھا تو کیا ہوتا ہے۔ ضعیفہ ہند کے دل میں دھڑکا پیدا ہو گیا اب سانپ بل سے باہر ضرور نکلے گا۔

ہمارے نزدیک حکومت ہند کو ایوان راسے کو چیلنج منظور کر لینا چاہیے۔ خط کا فوٹو چھاپ کے مشتہر کرے اب یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ منظور کیجئے کہ جو دنیا مطمئن ہو جائے کہ کتیا بنا دینے کا جادوگر حرام نہیں ہے بلکہ اصل ہے۔

آہنگ نگر والبم

مدیر شاستری جی سنکر گورنمنٹ ہی ایک کو جناب جان نگر کا فیاد رخے دینے کو رضا نے کا البم بھیجا ہے اور فرمائش کرتے ہیں کہ ریویو کیجئے۔ علامکان ادیکھیں کی تصویروں پر کوئی ریویو کیا تو ہم صرف اسقدر لکھ سکتے ہیں کہ واہ واہ ماشاءاللہ آپ نے خوب ترقی کی ایک یادوسرے البم دوسری ہوں ہیں بنیادی آپ کو نصیب ہوں خوب خوب

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سُرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا نقشہ لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی علم کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائی اور بنائی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگ کی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کیگئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا وہ ایک معمولی باجا یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادون کا سرمایۂ ناز اسمین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

محصول ڈاک بہرحال ذمۂ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ